بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن،

أَمَّا بَعْدُ:

03-شرح العقيدة الواسطية

العقیدۃ الواسطیۃ الشیخ السلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ،اور ہم پہنچے تھے دوسرے مقدمے کے تیسرے حصے پر اور کوشش کرتے ہیں یہ آخری حصہ مقدمے کا اور اگلے درس سے ان شاء اللہ اس کتاب کا باقاعدہ جو متن ہے اس کی شرح آغاز کریں گے،مقدمے کا تیسرا حصہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں"لكن الذي كثر فيه النزاع بين أهل القبلة هو: القسم الثالث وهو توحيد الأسماء والصفات"۔

پچھلے دروس میں گزر چکا ہے توحید ربوبیت توحید الوہیت کے تعلق سے اور یہ بیان کیا تھا کہ توحید ربوبیت میں زیادہ نزاع نہیں ہوا لوگوں کا کیونکہ ربوبیت انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے اِلا یہ کہ تکبر کی وجہ سے عناد کی وجہ سے، ہٹ دھرمی کی وجہ سے جیسا کہ فرعون نے کہا﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ﴾(النازعات:24) یہ ہوا ہے لیکن خالق کے وجود کو مالک کے وجود کو کافر بھی تسلیم کرتا ہے مشرکین عرب بھی تسلیم کرتے ہیں اور اصل جو دعوت تھی رسول علیہم الصلاۃ والسلام کی وہ تھی توحید الوہیت کی اور ان دونوں میں (توحید ربوبیت اور توحید الوہیت میں)اہل قبلہ کا نزاع زیادہ نہیں تھا۔

اہل قبلہ کا نزاع کس مسئلے میں ہوا آج کے درس میں ان شاءاللہ دیکھتے ہیں کہ توحید کی وہ کون سی قسم ہے جس میں اہل قبلہ کا زیادہ اختلاف اور زیادہ نزاع ہوا ہے اور پھر بدعت کی تاریخ آج کے درس میں ہم جانیں گے کہ بدعت کی ابتداء کیسے ہوئی اور کیا تاریخ ہے اس کی۔ سب سے پہلی بدعت کون سی تھی اور کس طریقے سے یہ بڑھتی گئی اور کس طریقے سے اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات تک جا پہنچی ہے۔

اور اگر آپ ویسے ہی تاریخ دیکھنا چاہیں شرک اور بدعت کی تو پہلے بھی گزر چکا ہے سورۃ نوح کی تفسیر آیت نمبر 23 کی تفسیر میں جس میں بُتوں کے نام ہیں ''وُد، سواع، یغوث، یعوق، نسر''۔ یہ جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں آیا ہے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ جو نام ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بزرگ اولیاء اور صالحین کے نام تھے (حقیقت میں یہ بُت نہیں تھے یہ اولیاء اور صالحین تھے) جب یہ لوگ مر گئے تو ان کی قبروں پر شیطان نے وسوسہ کیا کہ قبروں پر جا کر مجاوری کرو اور اللہ کو پکارو، پھر جب علم جاتا گیا پھر ان کو معبود بنایا گیا پتھر تراشے گئے پھر نصب کیے گئے پھر پتھروں کو درگاہوں میں لے جایا گیا (الغرض بدعۃ القبور سے بات شروع ہوئی اور شرک اکبر پر جا کر انتہا ہوئی)۔

اور سنن الدارمی کی روایت میں آپ جانتے ہیں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قصہ جب مسجد کوفہ میں داخل ہوئے لوگ گٹھلیوں میں (جمع ہو کر) اللہ کا ذکر کر رہے تھے (اجتماعی ذکر کر رہے تھے) ان کو سختی سے وہاں سے نکال دیا۔

تو یہ ابتداء ہمیں ملتی ہے قرآن اور سنت کی روشنی میں، آج کے درس میں ہم دیکھتے ہیں کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کس طریقے سے بڑے پیارے انداز میں اُس کے بعد کیا ہوا اب قصہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں تیسری قسم جو ہے جس میں زیادہ نزاع اہل قبلہ کا ہوا وہ ہے توحید اسماء وصفات اس میں سب سے زیادہ نزاع ہوا ہے "كثر فيه الخوض"، اور اس میں لوگوں کی تین قسمیں ہو گئی ہیں اور یہ تین قسمیں ممثل ہے، معطل اور معتدل۔ اور معطل جو ہے یا تو تکذیب کرنے والا ہے یا تحریف کرنے والا ہے، " ممثل "(مثلیت بیان کرنے والا (یعنی خالق اور مخلوق ایک جیسے ہیں اسماء وصفات کے اعتبار سے اسے ممثل کہتے ہیں)) "معطل "(انکار کرنے والا تعطیل کرنے والا، اللہ تعالیٰ کو اسماء وصفات سے مجرد کر کے الگ کرنے والا)، اور تیسرا معتدل ہے میانہ روی کا راستہ

اختیار کرنے والا۔اور جو معطل ہے یا تو وہ جھٹلانے والا ہے یا تحریف کرنے والا ہے"إما مكذب أو محرف"(یا تکذیب ہے یا تحریف ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) سب سے پہلی بدعت جو ہے جو امت میں وجود میں آئی وہ ہے بدعت الخوارج کیونکہ ان کا جو سردار ہے اس نے خروج کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسے کہتے ہیں "ذوالخویصرۃ التمیمی"(بنی تمیم میں سے)۔جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مال غنیمت پیش کیا گیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مال غنیمت کو تقسیم کیا تو اس شخص نے کہا"یا محمد اعدل !"۔دیکھیں یہ نہیں کہا یارسول اللہ، یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جرأت دیکھیں ! اور کتنے سنگ دل لوگ ہوتے ہیں پتھر دل لوگ جن کو کوئی ادب اخلاق کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔"یا محمد اعدل !" (انصاف کرو آپ نے انصاف کیا ہی نہیں ہے)۔اور صحیح بخاری کی متفق علیہ حدیث ہے یہ۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں قصہ معروف ہے مختصر شیخ صاحب بیان کر رہے ہیں، یہ سب سے پہلا خروج تھا امت اسلامیہ میں پھر فطرت بڑھتی گئی سیدنا عثمان (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے آخری حصے میں اور جو فتنہ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے بیچ میں ہوا تھا اس میں بڑھتے گئے پھر ان ہی خوارج نے مسلمانوں کی تکفیر کی ہے اور ان کی پھر خون ریزی بھی کی ہے (تو یہ سب سے پہلی بدعت تھی جو امت اسلامیہ میں وجود میں آئی کون سی بدعت ؟ الخوارج)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں"ثم حدثت بدعة القدرية مجوسي هذه الأمة"(اس کے بعد پھر قدریہ کی جو بدعت تھی جو تقدیر کے منکر ہیں جنہیں قدریہ کہتے ہیں (معتزلہ بعد میں ہیں ان کو چھوڑیں بعض لوگ مکس کر دیتے ہیں قدری، معتزلی ، نہیں ! معتزلہ بعد میں آئے ہیں اُن کا ذکر بھی آگے آئے گا لیکن قدریہ سب سے پہلے جنہوں نے تقدیر کا انکار کیا اور فرق میں آگے بتاؤں گا کہ دونوں میں کیا فرق ہے) انہیں اس امت کا مجوس کہتے ہیں)۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کی تقدیر نہیں بنائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے ماتحت بھی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق بھی نہیں ہے بلکہ ان کے سردار جو اُن کے غالی سردار تھے (حد سے تجاوز کرنے والے) وہ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم بھی نہیں ہے تلقی علم میں بھی نہیں ہے اور لوح محفوظ

میں بھی لکھا ہوا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نہیں جانتا جو لوگ کرتے ہیں جب تک کہ لوگ کچھ کرتے نہیں ہیں اللہ کا علم یہ نہیں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے علم اَزلی کا انکار کرنے والے ہیں (نعوذ باللہ))۔

اب کب کس نے پیدا ہونا ہے جب تک وہ پیدا نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے، کب کس نے کیا عمل کرنا ہے کب کس نے کیا کہنا ہے جب تک وہ کہے گا یا کرے گا نہیں اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے (نعوذ باللہ) اور کہتے ہیں کہ سب چیزیں جو انف ہیں کہ انسان خود مختار ہے اور خود کرنے والا ہے اس کی کوئی تقدیر نہیں ہے۔

اور اِن لوگوں کا زمانہ کون سا زمانہ تھا؟ "أدركوا آخر عصر الصحابة" (صحابہ کے آخری زمانے میں تھے)۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، سیدنا عبادۃ بن الصامت اور بھی صحابہ جو اُس زمانے میں رہتے تھے اس وقت ان لوگوں کا وجود ہوا صحابہ کے آخری زمانے میں۔

پھر اس کے بعد ارجاء کی بدعت ہوئی اور بہت سارے تابعین کا زمانہ تھا جس میں بہت سارے تابعین موجود تھے۔ اور مرجئہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی یعنی پہچان یہ ہے یعنی ہم تو جانتے ہیں کہ جو ایمان سے عمل کو خارج کر دیتے ہیں معروف ہے لیکن اس سے مطلب کیا نکلتا ہے کہ عمل کو ایمان سے خارج کر دینا؟ ان کا یہ نعرہ تھا یا ان کی یہ پہچان تھی وہ یہ کہتے تھے کہ ایمان کے ساتھ کوئی نافرمانی کوئی معصیت نقصان نہیں پہنچاتی، آپ مومن ہیں آپ کے لیے کافی ہے آپ کوئی بھی گناہ کر سکتے ہیں (یعنی اگر آپ سے کوئی گناہ بھی ہو جاتا ہے آپ کے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا یعنی ایمان کم ہو ہی نہیں سکتا)۔

انسان جب کوئی نافرمانی کرتا ہے تو عمل ہے نافرمانی کرنا اس عمل کا اس ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے بات وہی ہے لیکن ان کا نعرہ کیا تھا؟ "إنه لا يضر مع الإيمان معصية" (ایمان کے ساتھ کوئی معصیت نقصان نہیں پہنچاتی)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں اگر زنا کرتا ہے، زنا کرتے ہو، یا چوری کرتے ہو، شراب پیتے ہو یا کسی کو قتل بھی کر دیتے ہو جب تک تم مومن ہو تو تمہارا ایمان کامل ہے اگرچہ نافرمانی کرتے رہو یہ کس کا عقیدہ ہے؟ مرجئہ کا عقیدہ ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں شیخ ابن عثیمین (رحمہ اللہ) نقل کر رہے ہیں کہ قدری، مرجئہ کی جو یہ باتیں تھیں جن سے صحابہ نے رد کیا تھا اور تابعین نے رد کیا تھا یہ طاعۃ المعصیۃ اور مومن اور فاسق کی حد تک تھا اپنے ربّ کی

صفات تک رسائی نہیں کی تھی (معاملہ کس حد تک تھا؟ یہاں تک تھا صرف) اس کے بعد میں پھر بڑی عقل مند قسم کی قوم آئی جو اپنے آپ کو بڑا تیز سمجھتے تھے عقل کے اعتبار سے اسمارٹ جسے کہتے ہیں جو یہ دعویٰ کرتے تھے کے عقل وحی پر مقدم ہے۔ تو لوگوں نے یہ کہا کہ ہم بیچ والا قول لیتے ہیں (مرجئہ اور خوارج کے بیچ والا) جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ مومن نہیں ہے جیسا کہ مرجئہ کہتے ہیں اور کافر بھی نہیں جیسا کہ خوارج کہتے ہیں بلکہ وہ بیچ کی منزلت میں کہیں پر ہوتے ہیں جیسا کہ کوئی شخص سفر کرتا ہے اپنے شہر سے دوسرے شہر کی طرف جب آپ اپنے شہر سے نکل جاتے ہیں دوسرے شہر ابھی پہنچتے نہیں ہیں تو بیچ میں جب ہوتا ہے تو اسے کیا کہتے ہیں؟ دونوں شہروں کے بیچ میں۔
مثال دیکھیں عقل والے عقل کی کیسی مثالیں دیتے ہیں! اب اس مثال کو اس میں فٹ کر رہے ہیں ایک مسافر جب اپنے گھر سے نکلتا ہے شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر کی طرف جاتا ہے تو راستے میں کہاں پر ہوتا؟ نہ اپنے شہر میں اور نہ اس شہر میں جہاں اس نے پہنچنا ہے تو بیچ میں کہیں پر ہے، تو کبیرہ گناہ کا مرتکب جو ہے وہ بھی بیچ میں کہیں پر ہے نہ مومن ہے نہ کافر ہے، لیکن شیخ صاحب فرماتے ہیں آخرت میں ان کا یہ ہے جو خوارج ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ جہنم میں ہیں "مخلد في النار" (نعوذ باللہ)۔

اس کے بعد پھر جو بدعت وجود میں آئی بدعت الجہمیۃ، اسے ظلمت اور جہمت بھی کہتے ہیں جسے جہم بن صفوان اور اس کے مقلدین متبعین نے ایجاد کیا ہے انہیں جہمیۃ کہتے ہیں اور یہ بدعت جو ہے اس کا تعلق صرف ناموں سے نہیں ہے یا مسلم ہے یا کافر ہے یا فاسق ہے یا کیا ہے، یا احکام کے تعلق سے مومن ہے کافر ہے یا فاسق ہے اور نہ ہی منزلت والی بات کرتے ہیں بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی ذات تک ان لوگوں نے رسائی کی ہے خالق سبحانہ و تعالیٰ تک پہنچے ہیں اور دیکھیں شیخ صاحب فرماتے ہیں کس طریقے سے تجرید کے ساتھ آہستہ آہستہ بدعت بڑھتی گئی، شروع میں بدعت کہاں پر تھی اور آہستہ آہستہ کس طریقے سے اپنے خالق تک ان لوگوں نے رسائی کرتے ہوئے اس بدعت کو بڑھاتے ہوئے ربّ تک پہنچا دیا (نعوذ باللہ) اور خالق اور مخلوق کی منزلت میں پہنچا دیا اور پھر جیسے وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے وہ ثابت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے جائز ہے یا ناجائز ہے، یا ثابت ہے یا ثابت نہیں ہے اور اس طریقے سے جو عقل اللہ تعالیٰ کے لیے صفت مانگتا ہے اسے لیں گے جو نہیں مانتا وہ نہیں لیں گے اور اس طریقے سے پھر بدعت بڑھتی

گئی ہے کیونکہ عقل نہیں مانتی کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت ہو، عقل نہیں مانتی اللہ تعالیٰ کا کوئی نام ہو اس سے مشابہت لازم آتی ہے (جہمیۃ جو سوچتے تھے تو اس لیے بدعت جہمیۃ کی اور معتزلہ کی وجود میں آئی)۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے لوگوں کی پھر مختلف قسمیں وجود میں آئیں، اب اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے دیکھیں لوگوں کی کتنی قسمیں ہیں، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پہلی قسم: ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہر گز جائز نہیں ہے ہم اللہ تعالیٰ کو وجود یا عدم کے ساتھ وصف کریں (نہ وجود ہے نہ معدوم ہے) کیونکہ اگر وجود سے وصف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے تو موجودات کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے، اور اگر عدم سے وصف کرتے ہیں تو پھر معدومات (جو غیر موجود ہیں) اُن سے مشابہت ہوتی ہے تو ہمارے اوپر واجب یہ ہے (وہ کہتے ہیں) کہ "نفي الوجود والعدم عنه" ((دونوں کی نفی کریں) وجود کی نفی بھی کرنی ہے اور عدم کی نفی بھی کرنی ہے)۔ اور جس طرف وہ گئے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) یہ خالق کو تشبیہ دینی ہے ممتنعات مستحیلات سے۔

یعنی وہ تشبیہ سے بھاگے ہیں کہ موجود نہیں کیونکہ موجودات موجود ہیں مشابہت ہوتی ہے، معدوم ہے معدومات بھی مشابہت ہوتی ہے معدومات سے تو یہ ہے نا وہ ہے دونوں کی نفی ہے (سبحان اللہ)۔

جس تشبیہ سے بھاگے ہیں اب یہ تشبیہ ممتنعات سے نہیں ہے کیا؟ اور مستحیلات ممتنعات میں تو ہیں نا! (سبحان اللہ)۔

کیونکہ "تقابل العدم والوجود تقابل نقيضين" ہے یہ قاعدہ ہے، یہ بھی عقلی قاعدہ ہے یعنی عقلی قاعدے سے مار کھا گئے عقل کو مقدم کرتے کرتے عقل اور منطق کے قاعدے پر اگر اپنی بات کو تولیں تب بھی ان لوگوں کی بات غلط ہے کیونکہ جو نقیضین ہے "لا يجتمعان ولا يرتفعان" (جو دونوں Contradict چیزیں ہیں جو Contradiction میں ہوتی ہیں نقیض ہوتی ہیں وہ کبھی ایک ساتھ جڑ نہیں سکتیں اور نہ اُن کا کوئی وجود ہوتا ہے)۔ اور بنی آدم ہر انسان کی عقل جو ہے وہ اس کا انکار کرتی ہے جس طرف یہ عقلمند لوگ (جو اپنے آپ کو عقلمند کہتے ہیں) گئے ہیں، اُس کا انکار بھی کرتی ہے اور کبھی قبول بھی نہیں کرتی جو عقلمند یعنی عام عقل والے جو انسان ہیں۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں "فانظر كيف فروا من شيء فوقعوا في اشر منه" (دیکھیں کس طریقے سے لوگ اس چیز سے بھاگے ہیں اور اُس سے زیادہ شَر میں جا گرے ہیں)۔

دوسری قسم کے لوگ اسماء وصفات کے تعلق سے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کا یہ Conclusion یہ عقیدہ ہے کہ ہم نفی سے تو اللہ تعالیٰ کو موصوف کریں گے لیکن اثبات سے موصوف نہیں کریں گے یعنی اُن لوگوں نے یہ اللہ کے لیے جائز کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صفات کو سلب کیا جائے (جو منفی صفات ہیں) لیکن ثابت نہیں کیا جائے گا یعنی یہاں ہم یہ نہیں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے بلکہ کہیں گے کہ مرا ہوا نہیں ہے "لا نقول: هو حي، وإنما نقولك ليس بميت"۔

"حي" کیونکہ زندہ موجود ہے ان کی جو سُپر عقل ہے (جس کو سمجھتے ہیں) اُن کی اس سُپر عقل کے نزدیک کیا ہے؟ کہ کیونکہ انسان بھی زندہ ہے، حیوان بھی زندہ ہے، فرشتے بھی زندہ ہیں، مخلوقات زندہ ہیں تو خالق بھی زندہ ہے تو حي کے لفظ میں دونوں کی مشابہت ہوتی ہے اس لیے ہم حي نہیں کہیں گے بلکہ یہ کہیں گے "ليس بميت"۔

تو نفی کی صفات کو جو مثبت ہے اس کی نفی کو ہم اس طریقے سے اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کریں گے کون کہہ رہا ہے؟ اُن کی عقل کہہ رہی ہے جس کے پیچھے یہ لوگ اندھا دھند چل پڑے ہیں۔

"ولا نقولك عليم، بل نقول: ليس بجاهل ..." اب علیم اللہ کی صفت ہے قرآن مجید میں کتنی جگہ پر موجود ہے (آگے بتاؤں گا کہ اُس کا انہوں نے کیا نکالا ہے) وہ علیم نہیں کہیں گے اس قسم کے لوگ جو ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے (دوسری قسم کے لوگ) لیکن ہم کہیں گے "ليس بجاهل ..." (وہ جاہل نہیں ہیں)۔ تو جہالت کی نفی کریں گے لیکن اثبات جو ہے وہ نہیں کر سکتے ہم۔

اور اسی طریقے سے شیخ صاحب کہتے ہیں کیونکہ اگر ہم کوئی مثبت صفت جو ہے اس کو ثابت کرتے ہیں تو موجودات سے مشابہت ہوتی ہے کیونکہ ان کے اس زعم کے مطابق جتنی موجودات ہیں سب متشابہ ہیں (جتنی موجودات ہیں سب میں مشابہت موجود ہے) اس لیے اللہ تعالیٰ کی کوئی چیز ثابت نہیں کر سکتے لیکن نفی کیونکہ نفی عدم ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے نفی کی صفت سے اللہ تعالیٰ کو موصوف کر سکتے ہیں کہ "ليس بجاهل ، ليس بميت"۔ اب جاہل ہے تو عالم ہوگا نا

لیکن عالم نہیں کہیں گے کیونکہ مخلوق میں یہ صفت موجود ہے۔"لیس بمیت"ٹھیک ہے مردہ نہیں ہے حي کیوں نہیں کہتے زندہ؟﴿اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ﴾ (البقرۃ:255)۔ حي کتنی جگہ اللہ نے فرمایا ہے کہتے ہیں حی نہیں کہہ سکتے۔ کیوں؟ کیونکہ مخلوق حي ہے(سبحان اللہ)۔

آگے دیکھیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کہ موجودات جو قرآن اور سنت میں موجود ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں جو اثبات ہے وہ نفی سے زیادہ ہے دیکھ لیں آپ کہ صفات منفیۃ ہیں ﴿لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ﴾ صفات منفیۃ ہے۔ کتنی ہیں؟﴿قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ﴾(الاخلاص:1-4)صفات منفیۃ ہیں۔

مثبت کتنی ہیں دیکھیں آپ قرآن مجید میں تقریباً اکثر آیات کا اختتام اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں اور صفات سے ہوتا ہے (سبحان اللہ)،﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ﴾ (الفاتحۃ:1-3) یہ کیا ہے؟اور اسی طریقے سے آگے دیکھیں﴿السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ﴾ (البقرۃ:137)،﴿السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ﴾(الشوریٰ:11)۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں"قیل لھم"اُن سے کہا جاتا ہے اللہ نے فرمایا ہے سمیع بصیر اس کے بارے میں کیا کہو گے تم؟ وہ کہتے ہیں من باب الاضافات ہے یہ اللہ کی طرف منسوب ہے صرف حقیقت نہیں ہے(نسبت ہے)۔ کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف یہ نسبت سمع کی اور بصر کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو سنتی ہے اور دیکھتی ہے اللہ اُس مخلوق کا خالق ہے اُس مخلوق کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سمیع اور بصیر کہا ہے۔

دیکھیں عقل کیسے ماری گئی!۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمیع اور بصیر ہے(ہم سنتے دیکھتے ہیں نا(انسان سنتا بھی ہے دیکھتا بھی ہے))اللہ نے فرمایا ہے سمیع بصیر ہے﴿لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ﴾(الشوریٰ:11)۔اللہ نے فرمایا ہے﴿لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ﴾ یہ صفات منفیۃ ہیں دیکھیں اجمالی طور پر۔﴿وَ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ﴾ کیا ہے؟ مثبت صفات

ہیں۔اب یہ سمیع اور بصیر ہے اس کے بارے میں کیا کہو گے ؟ کہتے ہیں ہم مانتے ہیں ہے قرآن مجید میں اس کا انکار کیسے کر سکتے ہیں لیکن باب الاضافات ہے یہ صرف منسوب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف حقیقتاً نہیں ہے۔ منسوب کیسے ہے بھئی ؟ منسوب اس اعتبار سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو سنتی ہے اور دیکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُس مخلوق کا خالق ہے تو جو صفت مخلوق کی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت جب ہم کرتے ہیں اس مخلوق کی تو یہ اس مخلوق کی نسبت کے ساتھ ساتھ اس کی اِن صفات کی نسبت بھی ہو جاتی ہے اس لیے سمیع اور بصیر ہے (سبحان اللہ)۔

اس کے بعد پھر ایک گروہ آیا اُن لوگوں نے کہا کہ یہ جو جتنی بھی صفات ہیں یہ مخلوقات کی صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ جو ہے اُس کے لیے کوئی صفت ہم ثابت نہیں کریں گے۔

یہ دوسری قسم کے لوگ تھے یعنی یہ فلاسفہ، جہمیہ، معطلہ کے جو اقوال میں نے بیان کیے ہیں اب ایک گروہ نہیں ہے یہ ان گروہوں میں یہ سب چیزیں کامن (Common) ہیں (جہمیہ، فلاسفہ اور معطلہ جو ہیں)۔

معطل تو ہیں تعطیل کرنے والے تو سب ہیں (انکار کرنے والے) لیکن جو ابھی میں نے باتیں کی ہیں جہمیہ نے یہ باتیں کہاں سے لی ہیں ؟

یہ فلاسفہ جو فلسفے کی بات ہوتی ہے یونانی وغیرہ وہاں سے جہم بن صفوان نے جا کر جو کیا ہے اور شیطانی وسوسوں کے ساتھ ساتھ اس بندے نے یہ بد عقیدگی ایجاد کی ہے۔

تیسری قسم کے لوگ (اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں) انہوں نے کہا "کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اسماء جو ہیں پیارے نام جو ہیں نام تو ثابت کرتے ہیں لیکن صفات ثابت نہیں کر سکتے" اور یہ معتزلہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ناموں کو تو ثابت کیا ہے لیکن صفات کا انکار کیا ہے۔وہ کہتے ہیں "إن الله سميع بصير قدير عليم حكيم" (سب اللہ تعالیٰ کے نام ہیں) آگے دیکھیں "لكن قدير بلا قدرة، سميع بلا سمع بصير بلا بصر، عليم بلا علم، حكيم بلا حكمة "۔

جب صفات کو نکال دیتے ہیں آپ نام مجرد رہ جاتے ہیں اور نام کی پہچان صفت سے ہوتی ہے نا (سبحان اللہ)، کیونکہ لوگ دھوکے میں نہ آجائیں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ معتزلہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کو ثابت کرتے ہیں صحیح طریقے سے،

نہیں! وہ دعویٰ کرتے ہیں ثابت کرنے کا، صحیح طریقے سے صرف اہل سنت والجماعت نے کیا ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو ثابت۔

بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہتے ہیں کیونکہ علماء کہتے ہیں کہ معتزلہ نے اللہ تعالیٰ کے ناموں کو ثابت کیا ہے صفات کا انکار کیا ہے (مطلب یہ ہے اُن کے نزدیک حقیقتاً نہیں)۔ جب آپ نام کی صفت مجرد کر دیتے ہیں نکال دیتے ہیں تو کہاں پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے ناموں پر اپنا ایمان رکھا ہے ؟! وہ تو اصل میں دونوں کے منکر ہیں لیکن جہمیوں کی مخالفت کرتے ہوئے جب دونوں کا انکار کیا جہمیوں نے انہوں نے بھی مزید عقل کو آگے کر کے کہا ''کہ نہیں، نام تو موجود ہیں سمیع ہے بصیر ہے تمہارے کہنے کی صرف نسبت مخلوق کی طرف ہے یہ غلط ہیں تمہارے قول''۔ اب پھنس گئے!

اچھا اگر نسبت غلط ہے تو پھر کیا کہو گے صفت تو مشابہت ہوتی ہے مخلوق کے ساتھ ؟ یہاں پھنس گئے! انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم یہ تو مانتے ہیں کہ صفت مشابہت کرتی ہے لیکن نام مشابہت نہیں کرتا۔ وہ کیسے ؟ ہم نام کو صفت سے نکال دیں۔ صفت کو نام سے نکال دیں گے تو بچے گا کیا؟ نام بچے گا نام پر ہمارا ایمان ہے تمہارا ایمان نہیں ہے تم غلط ہو ہم صحیح ہیں۔

دیکھیں کس طریقے سے معاملہ بنا دیا! سیدھا سادہ مسئلہ ہے واللہ سب سے آسان وسطیت کا طریقہ جو اہل سنت والجماعت کا طریقہ ہے۔

چوتھی قسم کے لوگ آئے وہ اپنے آپ کو ان سے زیادہ عقلمند سمجھتے ہیں دیکھیں ان سب کی جو کامن (Common) چیز ہے وہ کیا ہے ؟ عقل کو نقل کے آگے کرنا، قرآن اور سنت سے آگے لے کر جانا ہے اور اس پر تولنا ہے چوتھی قسم کے لوگ آئے شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، انہوں نے کہا دیکھیں ہم اللہ تعالیٰ کے نام تو ثابت کرتے ہیں حقیقتاً اور بعض صفات کو ہم ثابت کرتے ہیں (سب کو نہیں) جس کی عقل صحیح طریقے سے نشان دہی کرتی ہے اور باقی کا انکار کرتے ہیں جن کی عقل جو ہے نا صحیح طریقے سے انکار کرتی ہے اور ہمارے عقل (ان کے نزدیک) کہتی ہے کہ صرف

سات صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے درست ہیں اور باقی جو ہیں وہ درست نہیں ہیں اور باقی کا ہم انکار کرتے ہیں تحریف (تکذیب نہیں کرتے)۔

تحریف یعنی تاویل کے نام پر اسے تاویل کہتے ہیں ہے تحریف حقیقتاً کیونکہ اگر انکار کرتے ہیں تکذیب کرتے ہیں اس میں کفر ہے تو اس سے بچنے کے لیے تاویل کے نام پر تحریف کر بیٹھے ہیں۔ اور یہ سات جو ہیں نا یعنی ایک بیت ہے شعر کا اس میں جمع کیا ہے علماء نے "له الحياة والكلامُ والبصر، سمعٌ إرادةٌ وعلمٌ واقتدر"۔ "الحياة" سب سے پہلی وہ مانتے ہیں زندہ ہے، پھر کلام ہے، بصر ہے، سمع ہے، ارادہ ہے، علم ہے، قدرت ہے۔

اور ترتیب دیکھیں کہتے ہیں زندہ ہے لازمی ہے، ترتیب کہتے ہیں مخلوقات موجود ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا خالق زندہ ہے خالق موجود ہے (موجود زندہ ہے) اس لیے زندگی کی صفت ہے، پھر وہ جانتا بھی ہے کہ مخلوقات کو پیدا کیسے کرنا ہے (علم بھی ہو گیا)، پھر وہ طاقت بھی رکھتا ہے مخلوقات کو پیدا کرنے کی (قدرت بھی ہو گئی (اقتدر))، پھر جب مخلوق جو ہے سنتی دیکھتی بولتی ہے تو خالق زیادہ حق رکھتا ہے اس لیے وہ کلام بھی ہے دیکھنا بھی ہے اور سننا بھی ہے، پھر اُس نے چاہا بھی ہے مخلوق کو پیدا کرنا (ارادہ بھی ہو گیا)۔

تو سات صفات ہیں (۱) زندہ ہے اُس کو مانتے ہیں (حی کو مانتے ہیں)۔ (۲) ارادے کو بھی مانتے ہیں کہ اللہ کا ارادہ ہے (ارادہ ہوا)۔ (۳) علم ہوا۔ (۴) اور پیدا کرنے کی قدرت بھی ہے۔ (۵) پھر کلام بھی ہے۔ (۶) سمع بھی ہے۔ (۷) بصر بھی ہے۔

مزے کی بات دیکھیں یہاں پر بھی اہل سنت والجماعت سے بالکل مفارقت ہے اور عقل کی بنیاد پر وہ مانتے ہیں حقیقتاً نہیں مانتے ان چیزوں کو (جیسے آگے ان شاء اللہ بیان ہو گا) کیونکہ جو رسالہ ہے یہ عقیدۃ واسطیۃ جو ہے اس کے دو تہائی حصے سے زیادہ جو ہے وہ اسماء وصفات کے باب میں ہے اور حسن تصنیف میں سے دیکھیں کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے جب مقدمے کو بیان کیا تو جو کمی تھی اس کو پورا کر دیا اس مقدمے میں یعنی توحید اسماء وصفات کو ابھی جو بیان کر رہے ہیں یہ تو صرف تاریخ ہے جو اس میں موجود نہیں ہے اصل متن میں تو تاریخ کا پتہ چل گیا باقی تفصیل آپ کو ان شاء اللہ مکمل ملیں گی اور اسماء وصفات کے باب میں اللہ کے حکم سے چھوٹی سی یا بڑی سی بات بھی اگر کبھی بھی آپ کے سامنے آجائے تو بالکل کلیئر (Clear) ہو گی ان شاء اللہ کے حکم سے جب یہ پورا کریں گے ہم۔ جو باقی چیزیں رہ گئی ہیں توحید ربوبیت اور توحید الوہیت مقدمے میں اس کی جو اصل بنیادی بات تھی وہ بیان کر دی ہے۔

تو اس طریقے سے مکمل عقیدہ ہوا کہ نہ ہوا؟ سبحان اللہ۔ اور باقی جو اصول ایمان ہیں ان کا بھی ذکر ہے الحمد للہ، آخرت پر ایمان ہے یا رسولوں پر یا دیگر جو ہے حکمران کی فرمانبرداری کے تعلق سے اور کرامات اولیاء جتنے بھی اصول ایمان ہیں جو ہم نے گیارہ یا بارہ بیان کیے تھے وہ سب موجود ہیں اور تفصیل سے بات ہو گی ان شاء اللہ۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ کہتے ہیں (جو یعنی أشاعرہ ہیں) یہ صفات جو ہیں سات جن کا وہ دعویٰ کرتے ہیں ہم اس لیے ان کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ عقل نے اس کو ثابت کیا ہے اور جو باقی صفات جن کو عقل نے ثابت نہیں کیا ہم ان کو نہیں مانتے ہیں اور اس لیے أشاعرہ نے بعض کو مانا ہے بعض کا انکار کیا ہے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں یہ قسم ہے تعطیل کی اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں اور سب جو ہیں جہم بن صفوان کی بدعت سے ان کا آغاز ہوا سب سے پہلے اس نے بدعت ایجاد کی تھی تو یہ سب اس کی تقلید کرنے والے ہیں لیکن مختلف طریقوں سے کسی نے سب کا انکار کیا، کسی نے صرف صفات کا انکار کیا، کسی نے بعض کو مانا اور بعض کو چھوڑا تو سب جو ہیں اسی کی طرف ہیں۔ اور حدیث میں یہ آیا ہے کہ جو بھی اسلام میں کوئی نئی چیز (بدعت) ایجاد کرتا ہے تو اُس کا گناہ اُس پر بھی اور تا قیامت جو لوگ کریں گے اُن پر اُس کا گناہ اور بوجھ اس پہلے شخص پر ہوتا رہے گا (نعوذ باللہ)۔

تو جتنی بھی یہ باتیں آئی ہیں یہ سب ذمے دار کون ہے ان کا؟ جہم بن صفوان جس نے یہ بدعت ایجاد کی تھی شروع میں (نعوذ باللہ)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) تفصیل حاصل یہ ہے میرے بھائیو! کہ اگر اس قوم کی کتابوں کو آپ دیکھتے ہیں جو لوگوں نے جمع کی ہیں اس معاملے میں تو آپ عجب العجاب دیکھیں گے جو یہ کہتے ہیں کہ کس طریقے سے ایک عقلمند (مومن تو چھوڑیں آپ دور کی بات ہے) انسان کیسے یہ باتیں کر سکتا ہے؟! لیکن سچ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے نور طمس کر دے ختم کر دے تو کہاں سے وہ نور لے کر آئے گا! (کتنی پیاری بات ہے!) "ولكن من لم يجعل الله له نورًا، فما له من نور!"، جس کی اللہ تعالیٰ بصیرت کو ختم کر دے تو جیسے اندھا جو ہے اگر سورج کے سامنے بھی کھڑا ہو جائے (ایک نابینہ شخص ہے سورج کے سامنے بھی کھڑا ہو جائے) تو نظر آئے گا سورج اسے؟ اسی طریقے سے جس کی اللہ تعالیٰ بصیرت ختم کر دے مار دے تو بڑی آیات اور بینات اور براہین جو ہیں دلائل جو ہیں اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ کبھی سمجھ سکتا ہے (نعوذ باللہ)۔

تواس طریقے سے جب اہل بدعت جو نور حق جب سامنے آجاتا ہے تو کبھی قبول نہیں کرتے کیونکہ ان کی بصیرت ماردی گئی ہے (نعوذ باللہ) ان کی اپنی اس بدعقیدگی اور بدعات کی وجہ سے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں اس لیے پھر ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ثابت قدمی کی دعا کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ثابت کرے اور جتنی بھی بدعات ہیں اور یہ خطرناک چیزیں ہیں ان سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے اور شیطان جو ہے بنی آدم (انسان) پر مختلف طریقے سے وسوسے کرتا ہے اور داخل ہو جاتا ہے اور شک وشبہات میں ڈال دیتا ہے اپنی عقیدے میں اپنے دین میں، کتاب اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں اور یہ جو حقیقتاً بدعت ہے جو اس طریقے سے امت اسلامیہ میں یہ منتشر ہوئی ہے عام ہوئی ہے لیکن الحمد للہ اللہ کے فضل و کرم سے کوئی بدعت نہیں ایجاد ہوتی إلا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے خاص ایسے بندے اپنے پیاروں میں سے اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو توفیق عطا فرماتا ہے اور ان کے لیے یعنی یہ معاملہ آسان کر دیتا ہے جو ان بدعات کو دحض کر دیتے ہیں ان کا خاتمہ کر دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مدلول ہے ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:9)۔ اور دین کی حفاظت اس قرآن مجید کی حفاظت سے جڑی ہوئی ہے اور صحیح عقیدے کی حفاظت سے جڑی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس ذکر یعنی قرآن مجید کی حفاظت سے ہی اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہی مقتضی ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا ہے اب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور یہ رسالت جو ہے ہمیشہ تک رہنی ہے (کوئی رسول آئے گا نہیں رسالت باقی رہے گی، رسول نہیں آئے گا لیکن رسالت تاقیامت باقی رہے گی یہ حقیقت ہے)۔

اب رسول بھی نہیں آئے گا، رسالت بھی تاقیامت باقی رہے گی، اہل بدعت بدعت ایجاد کرتے رہیں گے تو بدعت کو قمع کیسے کیا جائے گا کون ہوں گے اس دین کی حفاظت کیسے ہوگی؟ اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ دین محفوظ رہے گا قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے، جب دین محفوظ رہے گا، قرآن مجید محفوظ رہے گا، سنت محفوظ رہے گی، رسول کوئی آئے گا نہیں، بدعات کا ایجاد بھی ہوگا اہل بدعت بھی آئیں گے بدعتیں بھی ہوں گی تو بدعت کو قمع کون کرے گا؟

یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق دے گا جن کا ذکر شیخ صاحب فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے اپنے پیارے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ ان کو علم اور عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے جو قرآن اور سنت پر صحیح عمل کر کے اور اس کا صحیح پرچار کر کے آگے بڑھتے رہیں گے اور سب سے بڑا معاملہ جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں سعودی عرب کے تعلق سے کہ لوگوں کے جو تیر ہیں اسی ملک کی طرف ہیں، اُن کی نگاہیں اسی ملک کی طرف ہیں کیونکہ توحید کا قلعہ ہے توحید اور سنت کا (الحمدللہ) تو یہی شیخ صاحب یعنی نصیحت کرتے ہیں "احرصوا على العلم" (علم کو لازم پکڑو) اور جب تک ہم اپنے علم سے اپنے آپ کو مزیّن نہیں کریں گے اپنا صحیح اسلحہ جو ہے علم اور عمل صالح کی بنیاد پر نہیں کریں گے کتاب و سنت کی اُساس پر تو عنقریب ہمارے ساتھ وہی ہو گا جو دیگر مسلمان ممالک میں ہوا ہے کہ فسادات بڑھے ہیں جب بھی علم کی کمی ہوئی ہے توحید و سنت میں خلل پڑا ہے تو اہل بدعت کی بدعت کو تقویت ملی ہے بدعت کا انتشار ہوا ہے اور پھیلی ہے معاشرے میں اور معاشرہ تباہ ہوا ہے۔

تو اس لیے دشمنان اسلام کے سارے کے سارے جو ہیں نا تیر اسی ملک کی طرف ہیں اور صرف سعودی عرب کو نہیں بلکہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو علم اور عمل صالح سے توحید اور سنت کی اُساس پر اپنے صحیح عقیدے کو مضبوط کرتے ہوئے اس پر عمل کرتے ہوئے اور اس کی طرف دعوت دیتے ہوئے صبر کرتے ہوئے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے سورۃ العصر میں اُس پر عمل کرتا رہے۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ تاکہ تم اپنے دین کے اُمر میں بینۃ پر ہو اور اپنی زبانوں سے اپنے قلموں سے اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے کے قابل رہو۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب بدعتیں منتشر ہوئی ہیں صحابہ کرام کے زمانے کے بعد وہ اس وقت ان باتوں پر بحث نہیں کیا کرتے تھے آپس میں کیونکہ کتاب و سنت کے ظاہر کو لیتے جو راہ راست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم حاصل کرتے تھے اور فطرت کے مطابق اب کو قبول بھی کرتے تھے اور عمل بھی کرتے تھے ان کی فطرت بالکل صاف تھی اور پاک تھی فطرت سلیمہ تھی لیکن جب اہل بدعت آئے اور دین میں نئی بدعتیں ایجاد کی ہیں اور اس کی

تین وجوہات ہیں۔بدعت کیسے وجود میں آتی ہے؟کیونکہ بدعتی یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر رہا ہے تو تین وجوہات بڑی وجوہات بدعت کے وجود کی نوٹ کر لیں:

سب سے پہلے"إما لقلة علمهم"(یا تو کم علمی کی وجہ سے(علم کم ہے انہوں نے سمجھا کہ ان کی جہالت جو ہے وہ علم ہے اسی پر عمل کر بیٹھے(قلت علم))۔

دوسری"أو لقصور فهمهم"(علم تو ہے لیکن فہم میں قصور ہے خلل ہے(صحیح سمجھ سمجھ ہی نہیں سکے سمجھ میں قصور اور خلل ہے))۔

تیسرا ہے"أو لسوء قصدهم"(بدنیتی(نعوذ باللہ))۔

اور جب تینوں مل جائیں تو پھر تباہی ہے واللہ! جب تینوں کسی شخص میں یا کسی گروہ میں مل جائیں تو واللہ تباہی ہے کہ قلت علم ہو اور قصور فہم ہو اور پھر اس کے ساتھ بدنیتی بھی ہو(نعوذ باللہ سوء قصد ہو) تو پھر فساد ہی فساد برپا ہوتا ہے (نعوذ باللہ)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اس طریقے سے انہوں نے پوری دنیا میں فساد برپا کیا ہے ان بدعات سے جو وہ لوگ ایجاد کر کے آئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت سے جیسے ہم پہلے کہہ چکے ہیں(شیخ صاحب فرماتے ہیں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اپنی حکمت سے اپنی حمد اللہ تعالیٰ اپنی منّت سے اور اپنے فضل و کرم سے کوئی بدعت نہیں نکلتی اِلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا ہے اُن بدعات کا خاتمہ کرتا ہے،اوران کے جملے میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے بدعت کو قمع کرتے آئے ہیں اور خاتمہ کرتے آئے ہیں شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہیں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ساتھ جنت النعیم میں ہم سب کو جمع فرمائے(آمین)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ جو شخص ہے(یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے تعلق سے)اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان سے بہت نفع پہنچا ہے امت کو اور یہ عقیدہ جو ہم پڑھنے جا رہے ہیں عقیدۃ واسطیۃ کی تصنیف کی ہے جیسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں(شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ ایک واسط شہر میں رہنے والا جو قاضی ہے اس نے گزارش کی تھی اور یہ شکایت بھی کی تھی کہ ان کے جو لوگ ہیں اس معاشرے میں بہت ساری بدعات ایجاد کر چکے ہیں تو ان بدعات کے خاتمے کے

لیے آپ ہمیں نصیحت کیجیے اور ایک جو صحیح عقیدہ ہے وہ بیان کیجیے اور شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ایک مجلس میں (کہا جاتا ہے کہ عصر کے بعد ایک مجلس میں) پورا عقیدہ لکھ دیا۔

اور ان شاءاللہ اگلے درس سے متن شروع کریں گے اور جو مقدمہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے وہیں سے درس کا آغاز کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (03.العقیدۃ الواسطیۃ - مقدمہ - حصہ دوم) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔